برق طور یعنی **نقد تجلّیات**

ازقلم: مولانا سید دلدار علی عرف منّے آغا صاحب راز اجتہادی

(آخری قسط)

اس کے بعد جناب مؤلف لکھتے ہیں کہ ''یا جناب ممتاز العلماء کا بعض اشعار مشکلہ میں مفتی صاحب کی طرف رجوع کرنا'' اس مقام پر بھی صاحب تجلیات نے اس امر پر بہت دھندلی روشنی ڈالی کہ جن اشعار کا مطلب جناب ممتاز العلماء نے مفتی صاحب سے دریافت کیا تھا ان کا تفصیلی واقعہ کیا تھا۔ لیکن چونکہ ہم ایسے بے شمار مقامات ہدیۂ ناظرین کر چکے ہیں کہ جہاں مؤلف نے کتر بیونت کر کے مطلب نکالنا ضروری خیال کیا۔ اس وجہ سے جب تک واقعہ پوری تفصیل اور کافی ثبوت کے ساتھ ہمارے سامنے پیش نہ کیا جائے، اس وقت تک ہم صحیح ماننے کے واسطے تیار نہیں ہیں کیونکہ گو جناب ممتاز العلماء، مفتی صاحب کے استاد نہ تھے بلکہ استاد زادہ تھے، لیکن بعض خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مفتی صاحب کو جناب ممتاز العلماء کیا سمجھتے تھے اور کس طرح ان پر احکام نافذ کرتے تھے۔ مگر ہم ان خطوط کو ان کی اہمیت کا لحاظ کرتے ہوئے جواب الجواب کے واسطے ذخیرہ کرتے تھے۔ بہر حال جب مؤلف نے مندرجہ بالا اشعار کے متعلق واقعہ کو خود پردہ خفا میں پوشیدہ رکھنا ضروری سمجھا تو ہم کو بھی یہ کہنے کا حق ہے کہ ممکن ہے کہ جناب ممتاز العلماء نے بطور اختبار و امتحان ان اشعار کا مطلب جناب مفتی صاحب سے دریافت کیا ہو اور یہی بہت زائد قرین عقل ہے۔ اس کے بعد جناب مؤلّف رقم سنج ہیں کہ ''جناب سید العلماء کا فنون ادبیہ میں مفتی صاحب پر اعتماد و استناد بیان مذکور کی دلیل واضح ہے۔'' اس مقام پر جناب مؤلف نے اپنی اس انشا پردازی کا ثبوت پیش فرمایا ہے۔ جس کا مطلب سمجھنے سے یقینا ہر بافہم قاصر ہوگا۔ کیونکہ نہ تو ہماری سمجھ میں یہ آیا کہ بیان مذکور کون ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دلیل و مدلول میں ربط کیا ہے، خصوصاً ہر مقام پر ابتداء سے انتہا تک دعوں کے سوا دلیل کو ضروری نہ سمجھ کر ترک کر دینا، وہ خاص منطقی قابلیت ہے جس کی سند تجلیات یونیورسٹی کے علاوہ اور کسی دوسرے دار العلوم میں ملنا ناممکن ہے۔

آخر میں جناب مؤلف نے اس بات کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ جناب مفتی صاحب کو علمائے خاندان اجتہاد سے زائد نام رکھنے میں مہارت تھی۔ چنانچہ جناب سلطان العلماء کے رحلت فرمانے کے بعد بعض علمائے خاندان اجتہاد تجویز نام میں پریشان رہے مگر کوئی نام سمجھ میں نہیں آیا۔ آخر جناب مفتی صاحب نے اپنی نظم میں جو نام جناب سلطان العلماء کا رضوان مآب تجویز کیا تھا وہی مطبوع و معین ہو گیا۔ تو اوّلاً تو یہ کہ یہ کوئی امر اہم عند العقلاء نہیں ہے کہ نام رکھنے کی مہارت کسے زائد ہے اور کسے کم ہے۔ اس کے علاوہ جناب مؤلف نے نام رکھنے کی مہارت کے ثبوت میں جناب سلطان العلماء کا لقب بعد وفات رضوان مآب قرار دیے جانے کو مثال میں پیش کیا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جناب مؤلف نے نام اور لقب کے اصطلاحی فرق کو مدنظر نہ رکھا اور رضوان مآب کو نام قرار دے دیا۔ لیکن اگر ہم اس سے قطع نظر بھی کر لیں تو بھی دنیا انصاف کرے کہ نام رکھنا کسے نہیں آتا تھا، خاندان اجتہاد کے افراد کو جنھوں نے خود جناب مفتی صاحب کے مقرر کردہ ناموں پر اصلاح دے دی یا جناب مفتی صاحب کو جنھوں نے اس اصلاح کو قبول کر کے

کتاب کا نام بدل دیا۔ چنانچہ جب جناب مفتی صاحب روح القران تحریر فرما کے جناب سید العلماء سے اجازہ حاصل کر چکے تو وہی کتاب لئے ہوئے جناب سلطان العلماء کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کتاب پیش کر کے عرض کیا کہ چھوٹی سرکار سے اتنی بڑی مرحمت ہوئی کہ اجازہ ملا اب حضور سے تو المضاعف کی امید ہے۔ جناب سلطان العلماء نے فرمایا کہ یہاں تو اور ضعف ہونا چاہئے کیونکہ پیری ہے۔ یہ کہہ کر کتاب دست مبارک میں لی اور فرمایا کہ کیا ہے؟ مفتی صاحب نے عرض کی کہ روح القرآن ہے۔ ارشاد فرمایا کہ کیا مولوی روم کے مقولہ پر عمل کیا ہے۔ مصرع

''من زقرآں مغز را بر داشتم''

روائح القرآن نام لکھئے، روح القرآن مناسب نہیں ہے۔ اسی دن سے اس کتاب کا نام روح القرآن سے بدل کر روائح القرآن ہوگیا۔ مؤلفِ تجلیات نے تبدیل نام کا تو خود ہی ذکر فرمایا ہے، مگر وجہ تبدیلی اسم کو پوشیدہ رکھنا ہی مناسب جانا۔

مؤلفِ تجلیات نے مختلف میدانوں میں اشہب قلم کی بدلگامی دکھانے کے بعد عنانِ کلام اس طرف بھی متوجہ کی ہے کہ جناب تاج العلماء سید علی محمد صاحب اعلی اللہ مقامہ نے تمام تعلیم جناب مفتی صاحب سے ختم کی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

> جناب تاج العلماء نے مولانا محمد علی الملقب بہ قائمۃ الدین اور جناب سید احمد علی صاحب احمد آبادی سے ابتدائی کتابیں پڑھ کے جناب مفتی صاحب کے حلقہ درس میں داخل ہوئے اور علامۂ روزگار بن کر نکلے۔

اس عبارت کا صریح مطلب بھی نکل سکتا ہے کہ جناب تاج العلماء نے محض ابتدائی کتابیں اغیار سے پڑھ کر تمام علوم وفنون کی تکمیل جناب مفتی صاحب سے کی۔ لیکن یہ واقعہ بالکل غلط اور بے اصل ہے کیونکہ خود جناب مفتی صاحب اپنے اس اجازہ میں جو آپ نے بنام تاج العلماء تحریر فرمایا تھا۔ لکھتے ہیں: **وقد قرء بعض مولفاتی علی یعنی میرے بعض مؤلفات مجھ سے** پڑھے۔ ناظرین خود انصاف فرمائیں کہ کیا جناب مفتی صاحب کے مؤلفات میں کوئی ایسی کتاب ہے جسے پڑھ کے کوئی مبتدی منتہی اور قابل اجازہ ہو سکے اور اگر لیا تھا تو پھر سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ کون سی کتاب ہے اور اب تک ایسی بے نظیر کتاب کہ جس کو پڑھ کر مبتدی منتہی ہوجائے کسی مدرسہ کے نصاب میں کیوں نہ داخل ہوئی اور بالخصوص مدرسہ مشارع الشرائع اور مدرسۃ الواعظین اس کتاب کے درس میں داخل ہونے سے کیوں محروم رہے، ہم ناظرین کو اس سے بے خبر رکھنا نہیں چاہتے کہ جناب تاج العلماء کی تعلیم کا واقعہ صرف اس قدر تھا کہ آپ نے ابتدائً جناب موصوف سے محض بعض مؤلفات جناب مفتی صاحب کو خود جناب مفتی صاحب سے پڑھ لیا تھا جس کو عبارت مندرجہ بالا میں پیش کش ناظرین کیا گیا۔

نتیجۂ مہمہ

ان خاص مقامات کی رد کرنے کے بعد جہاں خاندان اجتہاد پر حملے کئے گئے ہیں ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ علمائے خاندان اجتہاد کے متعلق جو کچھ خیالات جناب مفتی صاحب کے تھے اور یہ حضرات جناب مفتی صاحب کو جو کچھ سمجھتے تھے، وہ بھی پیش کش ناظرین کر دیں تاکہ صاحبان نظر خود ملاحظہ کر لیں کہ تصنیف تجلیات اور بالخصوص وہ مقامات جن میں جناب سلطان العلماء اور سید العلماء کی شان میں گستاخیاں کی گئی ہیں جناب مفتی صاحب کی روح کے واسطے سبب مسرت ہوئی ہوں گی یا باعث رنج وملال اور مؤلف کی یہ تالیف سابقین کے نقوشِ قدم کا اتباع ہے یا خلفوا من بعدھم خلفا الخ کی مصداق۔

جناب سلطان العلماء کے متعلق مفتی صاحب کے خیالات

اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ جناب مفتی صاحب حضرت سلطان العلماء کو کیا سمجھتے تھے اور خود اپنی نسبت آنجناب سے کیا قرار دیتے تھے، تو اس کے واسطے اس قدر کثرت سے

واقعات وشواہد موجود ہیں کہ ان کا بتمامہ وکمالہ اس مختصر رسالہ میں جمع کر دینا مشکل ہے۔ ہم ان میں سے بعض مقامات کو ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر آنجناب کی مدح کرتے ہوئے جناب مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں ؎

در عرب یا در عجم در علم و فضل و حسن و خلق
کس نمی گوید کہ در آفاق ہمسر داشتند

اس مطلب کو معاون ذھبیہ میں یوں ادا فرماتے ہیں:

ایام میلادہ، بورکت علی الاولیا، وثقلت علی الاعدافکانہ سہیل طلع بموت اولاد الزنا او سیف مسلول من اللّٰہ وقع علی جماجع الاعویا ران کی ولادت کا زمانہ دوستوں کے واسطے سبب برکت اور دشمنوں پر گراں ہے گویا وہ سہیل تھے جس کی ولادت سے اولاد زنا ختم ہوگئی یا خدا کی شمشیر برہنہ تھے جو مخالفین کے سروں پر پڑی اس کے بعد فرماتے ہیں **اعطاہ اللّٰہ فی الوجہ صباحۃ وفی الکلام ملاحۃ وفی اللفظ فصاحۃ** خدا نے ان کو حسن صورت اور شیریں کلامی وفصاحت ایک ساتھ عطا کی تھی فاضلین میں ان کا مثل نہ تھا اور متکلمین میں ان کا نظیر نہ تھا۔

اس کے باب مدح میں علماء ماضین کے نام لے کر ان سے جناب سلطان العلماء کو افضل و بہتر قرار دیتے ہوئے جناب مفتی صاحب ان جناب کی ادبیت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں:

لا یعادلہ سحبان ولایماثلہ حسان مجالسہ کجنۃ عالیہ۔ نہ ان کا مقابلہ سحبان کر سکتا ہے اور نہ ان کی نظیر حسان ہوسکتا ہے ان کے محافل ومجالس بے نظیر ہیں۔

اس کے بعد تقریباً ایک پورے صفحہ بھر جناب سلطان العلماء کی مدح اور بیان صفات میں قلم نہیں روکا۔ مگر جس قدر ہم نے نقل کیا ہے ہمارے دعوے کے ثبوت میں اسی قدر بہت زائد ہے ایک مقام پر عربی قصیدہ میں سلطان العلماء کی مدح فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ع

"لولا کم یاسادتی لم ندر ماذا دیننا"

اے میرے سرداروں اگر تم لوگ نہ ہوتے تو ہمیں یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ مذہب کیا ہے۔

ہمارے خیال میں یہی ایک مصرع باب مدح کی وہ بے نظیر فصل ہے جس کے بعد نہ صرف جناب مفتی صاحب بلکہ ہر شخص کا سر نیاز خاندان اجتہاد کے سامنے خم ہوجانا عین انصاف ہے اور یہی وہ مقام ہے کہ جہاں اولاد میں آباء کی شان نظر آتی ہے مدح امام حسینؑ روحی لہ الفداء میں ایک یہ شعر ؎

لو لا الذی کان من اوائلکم
لماتت علیناالجحیم منطبقہ

اور مدح خاندان اجتہاد میں جناب مفتی صاحب کا یہ مصرع ؎

لولا کم یاسادتی لم ندر ماذا دیننا

منزلت خاندان غفرانمآبؒ کو بے نقاب کر دینے میں کافی ہے۔ یہی خاص وجہ تھی کہ جناب مفتی صاحب خاندان اجتہاد کی ہر فرد کو اپنے واسطے بزرگ اور واجب التعظیم سمجھتے تھے۔ چنانچہ جناب ممتاز العلماء جو جناب مفتی صاحب کے استاد زادہ اور عمر میں خورد تھے، ان کے متعلق جو مکاتیب جناب مفتی صاحب نے تحریر فرمائے ہیں ان میں کسی مقام پر اپنے کو بندہ اور کہیں فقیر اور کہیں لفظ امتثال امر تحریر فرمائی ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر جناب مفتی صاحب تذکرہ جناب سلطان العلماء فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں کہ میں بعض موانع کی وجہ سے کچھ دن تک آنجناب کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا اس کے بعد جب میں حاضر خدمت جناب

سلطان العلماء ہوا تو میں نے غیر حاضری کی معذرت میں چند شعر نظم کر کے آنجناب کی خدمت میں عرض کیے (ہم ان تمام اشعار کو بخیال طول ترک کر کے صرف دو شعر ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں ہمیں یہ شعر تجلیات میں نہیں ملے اور غرض تالیف کے مطابق بھی یہی تھا کہ یہ اشعار نہ ہوں)۔ جناب مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

والیوم جئتک تائباً و معابتا
وفرعت فی الامرین باب نوالک
اوجدت عبدک ابقاً متکبراً
فاستنکفت حتی صفوف نعالک

ان اشعار سے بالکل واضح ہوگیا کہ جناب مفتی صاحب جناب سلطان العلماء کو آقا اور اپنے کو غلام سے کمتر سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے مقام پر (جس کو صاحب تجلیات نے بھی اپنی کتاب کے حصہ اوّل صفحہ ۱۱۰ میں نقل کیا ہے۔) جناب مفتی صاحب اپنے ایک خواب کو ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

ولو جمع اللّٰہ بک شملی
صدقاد قفت باب رحمتک دقاً وقلت
لک یاابت ھذاتاویل رویای۔

واقعہ یہ تھا کہ اپنے زمانہ قیام کلکتہ کے دوران میں جناب مفتی صاحب نے حضرت سلطان العلماء کو خواب میں دیکھا اور اپنی یادداشت میں اس خواب کو نقل فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اگر قسمت نے یاوری کی اور میں پھر جناب سلطان العلماء کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے باب رحمت کی کنجی ہلا کر عرض کروں گا کہ اے پدر شفیق میرے خواب کی یہ تعبیر ہے کہ جس کو خدا نے حق کر دکھایا۔

اپنے اور جناب سلطان العلماء کے تعلقات خاص اور عنایات کا ذکر کرتے ہوئے جناب مفتی صاحب ایک مرثیہ میں جو جناب سلطان العلماء کی وفات کے بعد نظم فرمایا تھا ارشاد کرتے ہیں ؎

می نوشتند از پئے سعی وسفارش رقعھا
بسکہ پاس خاطر مسکین و مضطر داشتند

ہمارے خیال میں سلطان العلماء کی مدح میں سب سے بالاتر وہ مقام ہے جہاں اوراق الذھب میں جناب مفتی صاحب نے سلطان العلماء کے ذکر حالات کی ابتدا کی ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ ہم عبارت نقل کریں، یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ رسالہ اوراق الذھب اول سے آخر تک جناب مفتی صاحب نے مدح جناب سید العلماء میں تصنیف کیا ہے اور اس کے بعد بھی مدح سید العلماء سے دل سیر نہیں ہوا تو دوسری کتاب اخلاق حسینیہ اسی باب میں تصنیف فرمائی اور یقینا جو کچھ مدح مفتی صاحب نے جناب سید العلماء کی کی ہے اس سے بالاتر مدح ناممکن ہے مگر اس کے بعد اسی اوراق الذھب میں جناب سید العلماء کے برادر بزرگ حضرت سلطان العلماء کا تذکرہ فرماتے ہوئے جناب مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

العسجد فی ذکر اخیہ الوجیہ

اس کے بعد پوری چار سطروں میں القاب ذکر کرنے کے بعد بھی بخیال ادب جناب سلطان العلماء کا نام نامی ذکر نہیں فرمایا بلکہ سمی سیدالانبیائؐ کہہ کر سکوت کیا۔ جناب مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ آنجناب کی مدح اور بیان مناقب کے واسطے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے:

ومتی حصل لی الفراغ عن صاحبنا
فی کشف مقاماتہ و توضیح درجاتہ حتی
انطق واتکلم فیمن ھو اعلی واعظم وھو
استادہ والیہ استنادہ۔

جناب مفتی صاحب فرماتے ہیں ابھی تک میں اپنے استاد محترم جناب سید العلماء ہی کے فضائل ومناقب اور مدارج ومنازل بیان کر کے فارغ نہیں ہوا چہ جائیکہ میں ان کی مدح کروں جو

سید العلماء سے بھی بلند اور بزرگ ہیں اور جو سید العلماء کے استاد ہیں اور جن پر علوم جناب سید العلماء کا بھروسا اور سہارا ہے۔

اس عبارت سے بخوبی واضح وروشن ہوگیا کہ مفتی صاحب جناب سید العلماء کو اپنے سے بدرجہا بہتر اور افضل جانتے تھے اور جناب سلطان العلماء کو اپنے استاد سے بھی بلند اور فاضل تر سمجھتے تھے۔

جناب سید العلماء کے متعلق مفتی صاحب کے خیالات

ہمیں اس کی ضرورت نہ تھی کہ ہم اس باب میں کوئی خاص ثبوت پیش کریں کیونکہ مدح جناب سید العلماء میں جناب مفتی صاحب کے مستقل تصانیف موجود ہیں۔ مگر تاہم صرف ایک خط اس مقام پر نقل کرکے اس باب کو ختم کردینا مناسب جانتے ہیں۔ چنانچہ جناب مفتی صاحب نے جو عریضہ جناب سید العلماء کو تحریر کیا تھا، اس میں حمد اور صلواۃ کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:-

اما بعد فلا اجد رحمة تنزل علی البرکة من برکاتک ولا نعمة تصل الا بحرکة من حرکاتک و ذلک ان افضل النعم واصلی المجدوالکرم هو العلم والحکم وما بهی الاقطوف وانیة اجتنیتها من حضرتک السامیة الحاکمیة عن الجنة العالیه واما الدنیا فمع فله رعایتها بالوفاء وکثرت خیانتها علی الشرفاء کلما رشحت علی رشحه وفبعنایتک الظاهره ومهما القت انی لقمة فبیدک الطاهرة ومما خصصت به من محاسن الخلائق انک تغرنی فی الخلائق بالعلم الفائق والعمل الرائق وتمدحنی وتصفنی بهما و بجودک فزت بمعلاها ورقیبها انما مثلی و مثلک کنا ظورة بستان لسلطان بانیة منه بطافة ریحان فیکرمه الملک ویشر فه وبحسن العمل ویصفه فلا ادری کیف اشکرک وبای مدیح اذکرت فان العلم فان وقد حصلای بتلقینک واللسان والقلم والدین قد جویافی تبیین متعالی بتعلیمک وتغینک۔

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ مفتی صاحب جناب سید العلماء کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

مجھ پر خدا کی جو رحمت نازل ہوئی ہے آپ کی برکت سے اور جو نعمت مجھ تک پہنچتی ہے، وہ آپ کی وجہ سے اور یہ اس لئے کہ سب سے بہتر نعمت اور ہر بزرگی اور شرافت کی اصل علم وحکمت ہے اور وہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے سب آپ ہی کی خوشہ چینی کا ثمر ہے۔ باقی رہی میری دنیا تو باوجود اس کے کہ بیوفا ہے اور شرفاء کے ساتھ ہمیشہ بیوفائی کرتی رہتی ہے۔ لیکن پھر بھی اگر ایک قطرہ مجھ پر ٹپکتا ہے، تو وہ آپ ہی کی عنایت سے اور ایک لقمہ مل جاتا ہے تو آپ کے دست طیب و طاہر سے۔ اور وہ چیزیں جن کے ساتھ آپ نے مجھے مخصوص کردیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ہر مجلس ومحفل میں میرے علم وعمل کا تذکرہ کرکے مجھے عزت دیتے ہیں اور میرے علم وعمل کی مدح وثناء فرماتے ہیں۔ حالانکہ میں تو جس بلندی پر پہنچا وہ صرف آپ ہی کے کرم وعنایت سے پہنچا۔ میری اور آپ کی مثال یہ ہے کہ جیسے کسی سلطان کے باغ سے کوئی شخص کچھ پھول توڑ کر گلدستہ بنائے اور خدمت سلطانی میں حاضر کرے اور بادشاہ اس گلدستہ کے سبب سے اس شخص کی

مدح وثنااور تعظیم وتکریم کرے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں آپ کا شکر
کیوں کر کروں اور کس مدح کے ساتھ آپ کا ذکر
کروں اس لئے کہ مجھ کو علم اور مذہب آپ ہی کے
بتانے سے آیا اور میری زبان وقلم صرف آپ ہی
کی تعلیم سے ادائے مطلب کر سکی۔

اس کے بعد جناب مفتی صاحب نے کچھ امور ذکر کئے ہیں لیکن اس رسالہ میں ان کے ذکر کا کچھ محل نہیں۔ اس لئے ہم ان کو آئندہ کے واسطے ذخیرہ کرتے ہیں۔

جناب مفتی صاحب کا یہ ایک خط ہماری نظر میں ان تمام امور کا جواب شافی ہے جو تجلیات میں ذکر کئے گئے اور جن کے رد کرنے کے واسطے ہمیں اس رسالہ کے تالیف کی ضرورت ہوئی۔

خاندان اجتہاد اور علمائے عراق

ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہ بھی اس مقام پر ذکر کر دیں کہ خاندان اجتہاد کی وقعت علمائے اعلام عراق کی نظر میں کس قدر تھی اور جناب مفتی صاحب کی نسبت اکابر خاندان اجتہاد سے آنحضرت کی نگاہ میں کیا تھی۔ اس کے ثبوت کے واسطے ہم اس خط کو نقل کرتے ہیں جو صاحب جواہر نے جناب مفتی صاحب کے خط کے جواب میں تحریر کیا تھا۔

جناب مفتی صاحب نے ایک خط میں جو صاحب جواہر کو لکھا تھا زیارت عتبات عالیات کا اشتیاق ظاہر فرمایا تھا۔ چنانچہ صاحب جواہر اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کے خط سے یہ معلوم ہوا کہ آپ زیارات عتبات عالیات کا قصد رکھتے ہیں تاکہ شرف حصول زیارت کے ساتھ ہی تکمیل کمالات علمیہ اور فیوضات ربانیہ بھی ہوجائے:

ولکن حیث من اللّٰہ علیک وافضل
بمصاحبة ذریتهم والحلول فی ساحة غصن
شجرتهم وفرع دوحتهم ومغیث شیعتهم
والهادی لدینهم والمستمد حسبا وفیهما
وعلما منهم الالمعی الذی بظن بک الظن
قدرای و قد سمعا الاریحی الذی
یهتز للسخاء واللوذعی الذی یستدرک
الا قصی باقرب ایجاز وایماء
المستمسک بعروة العلم الوثقٰی لمنیعه
والقائم مابین الانام باعباء الشریعه موسس
العلوم ومحی الرسوم احاط بعلم لو ثبت
اقله علی من علی الغبراء لم یبق جاهل
مجدد معاهد الدین والحافظ لشریعة
سید المرسلین نور انسان العین وکافل ایتام
المومنین وسید ما بین الخافطین جناب
سیدنا السید حسین ادام اللّٰہ تعالیٰ ایامه
وانار للمسترشدین اعلامه کان ذلک
موجباً لترجیحنا لکم والاقامة برجب
ذلک الفناء وسبباً لا لتماسنایاکم علیٰ
المواظبة علی اقتناص فرائد ذالک البحر
فی الصباح والمساء۔

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ صاحب جواہر جناب مفتی صاحب کے اشتیاق زیارات کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ خداوند عالم کا آپ پر احسان ہے کہ اس نے اہلبیت طیبین الطاہرینؑ کی اولاد کرام کی مصاحبت کا شرف عطا کیا اور آپ کو اس چمن تک پہنچایا جہاں اس شجرۂ نبوت کی شاخیں سایہ افگن ہیں۔ اور وہ وہ شخص ہیں جو اس اصل نبوت کی فرع ہیں اور شیعوں کے فریادرس اور دین رسولؐ کے ہادی جن کا حسب ونسب فہم وعلم سب اس شجرہ نبوت سے متصل ہے اس کے بعد مذکورہ بالا القاب ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ان جناب کا وہ علم ہے کہ اگر تمام ساکنین ارض پر تقسیم کر دیا جائے تو ایک فرد انسانی بھی جاہل نہ رہے۔ اور وہ ہمارے سید وسردار جناب سید العلماء سید حسین صاحب ہیں اور چونکہ ایسے بزرگ کی صحبت آپ کو حاصل

ہے اس وجہ سے آپ کے عراق تشریف لانے سے ان کی خدمت میں حاضر رہنا زائد بہتر اور راجح ہے اور اسی وجہ سے میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ آنجناب کی خدمت میں برابر حاضر رہیں اور ان کے بحر علم سے ہر صبح وشام حکمت کے موتی حاصل کرتے رہیں۔

اس خط سے چند باتوں پر روشنی پڑنا ناگزیر ہے۔

(۱) علمائے عراق کی نظر میں سید العلماء کی منزلت کس قدر بزرگ تھی۔

(۲) صاحب **تجلیات** جناب مفتی صاحب کو خاندان اجتہاد کی شہرت کا ذریعہ بتاتے ہیں، مگر علمائے عراق جناب مفتی صاحب کو ایک شاگرد سے زائد نہ سمجھتے تھے۔

(۳) جناب سید العلماء کی مجلس علم کی حاضری صاحب جواہر کی نظر میں عتبات عالیات پر جبہ سائی سے بہتر وافضل تھی، اس منزلت کو یاد کر کے قبر سید العلماء پر حاضر ہو کے جناب مفتی صاحب نے یہ نثر اپنے قلم مبارک سے تحریر فرما کے یہ رباعی نظم فرمائی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

صبحے بر قبر شریف جناب سید العلماء اعلی اللہ درجاتہ رفتم وبچشم اعتبار فیض گرفتم۔ حالم دگرگوں گشت و ایں رباعی بر زبانم گذشت۔

رباعی

بشنوہ چہ بکا و شور وشین است ایں جا
چشمی بکشا ضیاء عین است ایں جا
سال فوتش ز روئے اخلاص بخوان
یعنی کہ زیارت حسینؑ است ایں جا

جناب سلطان العلماء کے نزدیک جناب مفتی صاحب کی منزلت

جب ہم کافی طور سے علمائے خاندان اجتہاد کی اس منزلت اعلیٰ کا ثبوت پیش کر چکے جس کو خود جناب مفتی صاحب اور علمائے عراق نے اپنے قلم سے لکھ کر یادگار باقی بنا دیا، تو ہمیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس تتمہ مہمہ کو ختم کرنے سے پہلے مختصر یہ بھی بتا دیں کہ علمائے خاندان اجتہاد کے نزدیک جناب مفتی صاحب کی کیا منزلت تھی اور اس کے واسطے ہم جناب ممتاز العلماء اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی تحریر فرمودہ عبارت نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔

واقعہ یہ تھا کہ جناب ممتاز العلماء اور جناب سلطان العلماء کے درمیان ایک معاملہ میں کچھ شکر رنجی ہوگئی تھی۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جناب ممتاز العلماء تحریر فرماتے ہیں:-

”خواستہ بودم کہ مفتی سید عباس صاحب کہ بورع وعلم ممتاز و بشرف اجازہ جناب علیین مکان رتبتہ فی فرادیس الجنان سرفراز اند حکم قرار دادہ شوند لکن ارشاد شد کہ ایں ہمہ اطفال نداستعداد فہم کلام ندارند اگر شیخ مرتضیٰ نجفی طاب ثراہ در اینجا بودند البتہ مذاکرہ مسائل از ایشاں باکے نداشت۔“

جناب ممتاز العلماء ارقام فرماتے ہیں کہ میں نے چاہا تھا کہ مفتی سید عباس صاحب کہ جو ورع وعلم میں ممتاز ہیں اور جن کو علیین مکان جناب سید العلماء اعلی اللہ مقامہ سے اجازہ ملنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے اس معاملہ میں حکم قرار دیئے جائیں۔ مگر جناب سلطان العلماء نے ارشاد فرمایا یہ سب بچّے ہیں ان میں کلام کا مطلب سمجھنے کی بھی قوت نہیں البتہ اگر جناب شیخ مرتضیٰ نجفی طاب ثراہ یہاں موجود ہوتے تو ان سے مسائل علمی میں مباحثہ کرنے میں ہرج نہ تھا۔

اس رسالہ کو ختم کرنے سے پہلے ہم اتنا اور عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنے رسالہ کے تمام دوران تحریر میں بزرگانِ دین کی نسبت کوئی ایسی لفظ استعمال کرنے یا کوئی ایسا

(بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔صفحہ ۲۱ پر)

ہے ورنہ عقلا اور فلاسفہ کے درمیان شدید نظریاتی اختلافات نہ ہوتے۔ ظاہر ہے کہ متضاد نظریات سب کے سب صحیح نہیں ہوسکتے۔ ممکن ہے کہ وہ تمام غلط ہوں اور بالکل صحیح ان سب کے علاوہ کوئی دوسری بات ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت ہم دوسرے مقامات کے متعلق سوفسطائی حضرات سے گفتگو نہیں کرتے۔ ہم صرف ان مقامات کی بابت سوال کرتے ہیں جہاں انہیں اور تمام صاحبان عقل کو پتہ چل گیا ہے کہ یہاں حواس نے غلطی کی ہے۔ ان چند جگہوں پر حواس کے خطا کار اور مغالطہ انگیز ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اس سوال کے جواب میں جھجکئے نہیں، رکیے نہیں، کیوں نہیں کہتے کہ ان سے لغزش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کچھ بتاتے ہیں اور حقیقت کچھ ہے۔ وہ جس چیز کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہ واقعیت اور حقیقت کے علاوہ اور اس کے خلاف ہے۔

انصاف کیجیے کہ ان مقامات پر اگر آپ کے نزدیک حقیقت اور واقعیت علیحدہ مستقل طور پر اپنی جگہ نہیں ہے تو آپ کیسے حواس خطا کار ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں؟ خود ان جگہوں پر حواس کی بتائی ہوئی باتوں سے الگ کچھ حقیقتیں ہمارے ذہنوں سے باہر موجود ہیں اور ان کی موجودگی کا آپ کو یقین بھی ہے۔ حواس کی بتائی ہوئی باتوں کو ان کے مطابق نہ پاکر آپ نے ان کے خطا کار، مغالطہ انگیز اور گمراہ کن ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔

(جاری)

بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔برق طور یعنی نقد تجلیات

واقعہ ذکر کرنے سے یک قلم احتراز کیا ہے جو معاذ اللہ ان کی منقصت کا سبب ہوسکے اور نہ تجلیات کے ایسے مقامات پر نکتہ چینی مناسب خیال کی جن کو خاندانِ اجتہاد سے کوئی تعلق نہ تھا مگر جو بہت زائد قلم اٹھانے کے قابل ہے، حماسہ کے ان اشعار کو اپنا طرز عمل قرار دیا ہے جس میں وہ کہتا ہے ؎

سفحان بنی ذهل وعتنا القوم اخوانی عسی الایام ان یرجعل قوماً کالذی کانوانی

ہمیں امید ہے کہ مولف تجلیات یا ان کے ہمدرد حضرات ہمیں اس پر مجبور نہ کریں گے کہ ہم آئندہ حماسہ کے ان شعروں پر عمل کریں جس میں وہ کہہ گیا ہے ؎

فلما مرح الشروامسیٰ وهو عریان ولم یبقی سوالعدوان دنا هم کعادنون

ہم شرّ و فساد سے الگ رہنا بقدر امکان ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے مولّفِ تجلیات سے ہماری التماس ہے کہ وہ اپنی تالیف کے واسطے ہمارے اس رسالہ کو ضمیمہ کی حیثیت سے قبول فرمائیں اور ہم کو مزید تکملہ تجلیات لکھنے پر مجبور نہ کریں۔ والاّ

تو دانی که مارا سر جنگ نیست وگر نه مجال سخن تنگ نیست

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من العالمین

❁❁❁

دبستان خاندان اجتہاد پر تحقیقی کام جاری

ڈاکٹر عارف عباس صاحب دبستان خاندان اجتہاد کے مرثیہ نگاروں پر تحقیقی کام کر رہے ہیں جن حضرات کے پاس خاندان اجتہاد کے شعراء کے مرثیے یا ان سے متعلق معلومات ہوں انھیں دیئے ہوئے پتوں پر بھیجنے کی زحمت گوارا فرمائیں:

(1) Dr. Arif Abbas
C/o Ayatullah M. S. Baqir Naqvi
6, Banjari Tola, Victoria Street
Lucknow-3 (e-mail: dr.arifabbas@yahoo.com)
(2) Dr. Arif Abbas
Safina Apartment Napier Road-II
Muftiganj, Husainabad, Lucknow-3
(e-mail: noorehidayat@gmail.com)
(3) Dr. Arif AbbasP.O. Box-25, Muzaffarpur, Bihar